ازعدالت عظمی

دی اسٹیٹ آف بہار اور دیگر

بنام

نیلمانی ساہوا ور دیگر

7اکتوبر 1996

[کے رامسوامی اور جی بی پٹنا ئک، جسٹسز]

مجموع ضابطہ دیوانی،:1908

دفعہ 151اور 152–ڈاگری کی ترمیم–معاوضہ–اراضی کے حصول ایکٹ کے تحت اراضی کے حصول حاکم کے ذریعہ زمین کے ساتھ اس پر کھڑے درختوں کے لئے دیا گیا، ہائی کورٹ کے سامنے اراضی کے حصول ایکٹ کے دفعہ 54 کے تحت اپیل کے مرحلے تک حتمی ہو گیا–درستی کے لئے درخواست دائر کی گئی ہائی کورٹ کے منظور کردہ حکم نامے کا–واحد جج نے درخواست کی اجازت دینے اور بہت زیادہ معاوضہ دینے کا فیصلہ–منعقد کیا گیا، واحد جج کی طرف سے لیا گیا نقطہ نظر انتہائی ظالمانہ ہے–رجوعی عدالت کی طرف سے دیا گیا حکم نامہ برقرار رہا اور ایکٹ کے دفعہ 54 کے تحت اپیل میں حتمی ہو گیا–ڈاگری میں ترمیم کرتے ہوئے ہائی کورٹ حکم کے پیچھے نہیں جا سکتی تھی اور تشخیص کو درست نہیں کر سکتی تھی–ہائی کورٹ نے اس معاملے پر دوبارہ غور کرنے اور ریاضی کی غلطی کو درست کرنے کی آڑ میں درختوں کی تعداد اور ان کی قیمت کے بارے میں ایک نئے نتیجے پر پہنچنے میں بڑی غلطی کی۔–ہائی کورٹ کے واحد جج کے آرڈر کو ایک طرف منسوخ کیا گیا۔

اراضی کے حصول کا قانون،:1894

دفعہ 23(1)وہاں کھڑے درختوں کے ساتھ ایکوائر کی گئی زمین کا معاوضہ–درختوں کی قیمت کا تعین جیسا کہ اراضی کے حصول آفیسر نے ریفرنس کورٹ سے تصدیق کی، اور ہائی کورٹ دفعہ 54 کے تحت اپیل میں–حکم نامے کی درستی کے لیے درخواست–ہائی کورٹ کے واحد جج درخواست کی اجازت دینا اور بہت زیادہ معاوضہ دینا–واحد جج نے اس معاملے پر دوبارہ غور کرنے اور ریاضی کی غلطی کو درست کرنے کی آڑ میں درختوں کی تعداد اور قیمت کے بارے میں نئے نتیجے پر پہنچنے میں سنگین غلطی کا ارتکاب کیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1996: کی دیوانی اپیل نمبر13223–24۔

پٹنہ عدالت عالیہ کے 1995 کے ایف اے نمبر45 / 80اور ایل پی اے نمبر 133 کے فیصلے اور حکم سے

اپیل گزاروں کے لیے بی بی سنگھ

جواب دہندگان کے لیے ایس بی اپادھیائے

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

تاخیر معاف کردی گئی۔

اجازت دی گئی

ہم نے دونوں طرف سے قابل مشورے سنے ہیں۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں 28 نومبر 1994 کے 1995 کے ایل پی اے نمبر 133 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے حکم سے پیدا ہوتی ہیں۔

تسلیم شدہ حقائق یہ ہیں کہ اراضی کے حصول کے قانون 1894 کی دفعہ 4(1) کے تحت نوٹیفکیشن 10 دسمبر 1964 کو شائع کیا گیا تھا۔ 43.14 ایکڑ کی پیمائش کرنے والی زمین کی ایک بڑی حد اس پر کھڑے درختوں کے ساتھ حاصل کی گئی۔ اراضی کے حصول کے افسر نے 3 اپریل 1979 کو اپنے ایوارڈ میں درختوں کی قیمت 2466 روپے مقرر کی۔ دفعہ 18 کے تحت حوالہ پر، سول عدالت نے 27 مارچ 1980 کو ایوارڈ اور فرمان کے ذریعے درختوں کو دی گئی قیمت کو برقرار رکھا۔ اس کو آگے بڑھاتے ہوئے، اپیل گزاروں نے 6 ستمبر 1991 کو معاوضہ اور اس پر سود کے ساتھ معاوضہ ادا کیا ہے۔ یعنی 15000 روپے اور عجیب وغریب کی رقم اور اسے جواب دہندگان نے قبول کیا۔ جب ریفرنس کورٹ کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل دائر کی گئی تھی، تو عدالت عالیہ نے پہلی بار درختوں کی قیمت کا فیصلہ کیا تھا اور نتیجہ ریکارڈ کیا تھا، پیراگراف 23 میں سوال پر غور کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ دلیل کہ درختوں کی قیمت کا معاوضہ کم اور ناقابل برداشت تھا۔ اس وقت دعوی 14 لاکھ روپے سے کم اور عجیب نہیں تھا۔ اس کی حمایت میں، ایک تاجر کے ذریعے خود حاصل کردہ خط کو ریکارڈ پر لایا گیا اور درختوں کی قیمت پر غور کرنے کے لیے دبایا گیا۔ عدالت عالیہ نے اس پر غور کیا تھا اور شواہد کو قابل اعتماد نہیں قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا تھا اور اس لیے یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ " یہ محفوظ طریقے سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک حاصل شدہ دستاویز تھی۔ پھر ایک بار پھر زمین دیکھنے گئے کنونگو کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ درختوں کی تعداد کے بارے میں غلط معلومات دی گئی تھیں۔ درحقیقت، ایک موقع پر اس نے دیکھا تھا کہ زمین کا بڑا حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اسے فراہم کیے گئے درختوں کی تعداد انتہائی مبالغہ آمیز پائی گئی۔ اس افسر نے آزادانہ طور پر ان درختوں کی تعداد کی تصدیق کی جن کے لیے معاوضہ ادا کیا گیا تھا۔ جنگل میں، یہ ایک بات یا عام تجربہ ہے کہ بڑی تعداد میں پودے اگتے ہیں جو حقیقت میں بیکار ہوتے ہیں، بچاتے ہیں اور اس کے علاوہ ایندھن کے لیے بہترین استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات میں مدعا ریاست کی طرف سے دیے گئے درختوں

کی قیمت کو قبول کرنا ہوگا۔" اس طرح حکم حتمی ہو گیا ہے۔ حکم نامے کو درست کرنے کے لیے سی پی سی کی دفعات 151 اور 152 کے تحت درخواست دائر کی گئی۔ واحد جج شواہد پر نئے سرے سے غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر قابل کہ درختیوں کی قیمت روپے 25,30,919.50 تھی اور اس کے ساتھ ساتھ روپے 76,21,630.30 پر سود اور سود کا حساب لگایا گیا۔ جب اپیل دائر کی گئی تو ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ چونکہ یہ حکم نامے میں ترمیم ہے، اس لیے ایل پی اے جھوٹ نہیں بولے گا اور اسی کے مطابق اس نے اپیل کو مسترد کر دیا۔

ہمیں ڈویژن بنچ کے اس فیصلے میں طاقت ملتی ہے کہ حکم نامے کی ترمیم کے خلاف اپیل نہیں کی جائے گی اور یہ صرف ایک قابل نظر ثانی ہے۔ چونکہ فاضل واحد جج نے اپیل میں حکم نامے میں ترمیم کی تھی، اس لیے ڈویژن بنچ میں نظر ثانی جھوٹ نہیں ہوگی۔ ڈویژن بنچ کے موقف کو غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم، سوال یہ ہے کہ : کیا سیکھا ہوا واحد جج حکم نامے کو درست کرنے اور سی پی سی کی دفعات 151 اور 152 کے تحت 76,21,630.30 روپے کی مذکورہ رقم کی آرڈر کے ذریعے ادائیگی کی ہدایت کرنے میں صحیح تھا؟ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فاضل واحد جج جسٹس آر کے دیو نے جو نظریہ لیا ہے، اگر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں، تو وہ انتہائی ظالمانہ ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ مؤقف ہے کہ درختیوں کی قیمت اور مقدار کا تعین لینڈ ایکوزیشن آفیسر نے 2466 روپے میں کیا تھا۔ ریفرنس پر، شواہد شامل کرنے کے بعد، ریفرنس کورٹ نے اس کی تصدیق کی۔ جب ایکٹ کے سیکشن 54 کے تحت باقاعدہ اپیل دائر کی گئی تو ہائی کورٹ نے سوال کیا اور درختیوں کی تعداد اور ان کی قیمت کو قبول نہیں کیا۔ اس کے مطابق اس نے ریفرنس کورٹ کے فیصلے کی تصدیق کی۔ دوسرے الفاظ میں، ریفرنس کورٹ کی طرف سے 2466 روپے کی رقم کا حکم نامہ برقرار رہا اور حتمی ہو گیا۔ سوال یہ ہے کہ حکم نامے میں ترمیم کرتے ہوئے، کیا ہائی کورٹ اس حکم کے پیچھے جا سکتی ہے جو حتمی ہو چکا تھا اور ویلیوایشن کو درست کر سکتا ہے، جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے، 2539919.50 روپے کی رقم کے مطابق؟ ہائی کورٹ نے واضح طور پر اس معاملے پر دوبارہ غور کرنے میں سنگین غلطی کی اور ریاضی کی غلطی کی آڑ میں درختیوں کی تعداد اور ان کی قیمت کے بارے میں نئے نتیجے پر پہنچا۔ لہٰذا، ماہر سنگل جج نے حکم نامے کی تصحیح کے لیے مذکورہ رقم کے بارے میں اپنے نتیجے میں بالکل غلط کہا۔

اسی کے مطابق اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے اور فاضل واحد جج کا حکم ایک طرف رکھا جاتا ہے۔ کوئی اخراجات نہیں۔

آر۔ پی۔

اپیلوں کی منظوری ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document